

نصف صدی کی ترقی یافتگی، اور ترقی پذیری کے باوجود آج ہم اس سے بھی زیادہ پستی کی حالت میں نظر آتے ہیں، اس اضافے کے ساتھ کہ اس وقت امید، حوصلے اور ولے کی جو سوچیں انھری ہیں، وہ بھی اب کہیں بکھر گئی ہیں۔ (ص ۲۰، د ن)

یہ نہ بھیں کہ یہ وعظ ہیں۔ بلکہ مزاجی، حسن ادب کے نمونے، اشعار سے مزین (دل چاہتا ہے، ہر صاحب ذوق پڑھے اور کچھ حاصل کرے) لیکن موضوعات: فوج کا آئینی کردار، آگرہ کی نوراکشی فی صد شماری کی طسم کاری وغیرہ۔

مصنف شاعر ہیں۔ ان کے کئی مجموعہ کلام بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ۳۰ سے زائد تصنیفات کی نہرست دی گئی ہے۔ بچوں کے لیے بھی لکھتے ہیں۔ تجارت پیشہ ہیں۔ طویل مدت شارجہ میں رہے۔ ایک بیٹے کی ڈھنی معدوری کی وجہ سے، اس میدان میں بہت مفید کام کیا۔ سائنس انتظام بنا کر اس کا رسالہ نکلا۔ کراچی میں دیوا اکیڈمی کرنے والی معدور بچوں کا سہارا اور امیدوں کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں خوب نوازے۔ ان کے جذبے کو عام کرے۔ (م - س)

**تاریخ محمد ﷺ**، ایم ڈی فاروق ایڈووکیٹ۔ ناشر: ادارہ اشاعت قرآن و تاریخ اسلام (ہنزی نشر) ۱۱۳-۱۱۴

ماڈل ناؤن لاہور۔ صفحات: ۵۷۶۔ ۵۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

سیرت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و شخصیت اور اخلاق حسنہ کا نام ہے، جب کہ تاریخ، ماہ و سال کی واقعات نگاری ہے۔ فاضل مصنف کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پوری تاریخ کی آئینہ دار ہے۔ آپ کی تاریخ کا مطالعہ تاریخی تاظر میں کرنا چاہیے۔ مصنف نے اپنے خیال میں زیر نظر تصنیف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کے طور پر پیش کیا ہے، سیرت کی کتاب کے طور پر نہیں۔ لیکن کتاب کا مجموعی اسلوب، ترتیب و مباحث مردوجہ سیرت نگاری ہی کے مشابہ ہے۔

کتاب کے مباحث ایک مقدمے اور ۱۵ عنوانات پر مشتمل ہیں، جنہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اول: قبل از بوت حالات (حضرت آدم تا آنحضرت)، دوم: حضور اکرم کے حالات (بہ ترتیب زمانی)، سوم: حضور اکرم کا برپا کردہ انقلاب (تعلیمات کی اثر پذیری کے اعتبار سے)۔

مصنف کے خیال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ انقلاب کو سمجھنے اور اس کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے تاریخ عالم کا اور اک ضروری ہے مگر چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں عرب کے حالات کو انھوں نے نہایت اختصار سے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کے آخذ کے ضمن

میں تین اہم مآخذ (قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب مغازی و سیرت) کا ذکر کیا ہے۔ فاضل مصنف نے ائمہ محدثین پر یہ اشکالات المخالعے میں۔ اول: حدیث کی صحیح و تدوین کا کام عجیبوں (غیر عربوں) کے ہاتھوں سرانجام پایا اور یہ تمام حضرات تیسری صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوم: انہوں نے لاکھوں حدیثوں میں سے بہت کم کو صحیح قرار دے کر اپنے مجموعوں میں درج کیا۔ سوم: یہ تمام احادیث لوگوں نے انھیں زبانی سنائیں اور ان کا کوئی تحریری ریکارڈ پہلے سے موجود نہ تھا۔ چہارم: محدثین کا انتخاب ان کی ذاتی بصیرت، غور و فکر اور فیصلے کا نتیجہ تھا۔ ان احادیث کے صحیح ہونے کے متعلق نہ تو ان کے پاس خدا کی سند تھی اور نہ اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔ اس طرح مخفی اپنی فہم و فراست اور تحقیق کے مطابق جن احادیث کو صحیح تصور کیا اپنے مجموعوں میں داخل کر دیا۔ (ص ۱۵۷)

احادیث نبویؐ کے بارے میں ملکوں و شبہات کا یہ رجحان کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی الوثائق السیاسیة، ڈاکٹر مصطفیٰ السہاغی کی السنۃ و مکانتها فی التشريع الاسلامی اور مولا نا مودودی کی سستت کی آئینی حیثیت کا مطالعہ کر لیا جائے تو یہ ملکوں از خود رفع ہو جاتے ہیں۔

فاضل مصنف نے کتاب میں متعدد مقامات پر معروف سیرت نگاروں مثلاً: ابن اسحاق، ابن ہشام، ابن سعد، امام زہلی اور علامہ شبلی نعمانی وغیرہم کے بر عکس ایک مختلف نقطہ نظر اختیار کیا ہے، مثلاً: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری عورتوں کے دودھ پلانے اور حبیمہ سعدیہ کے پاس چار سال تک قیام کی روایت ملکوں بلکہ غلط معلوم ہوتی ہے..... اور فطرت کے خلاف ہے (ص ۲۰۲)۔ آپ پر پہلی وحی خواب کی حالت میں نازل ہوئی (ص ۲۳۱)۔ مقاطعہ قریش بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ نہ تھا بلکہ یہ مخفی مسلمانوں کا سماجی بایکاٹ تھا (ص ۲۵۳)۔ جنگ خندق میں حضرت سلمان فارسی کا مدینہ کے گرد خندق کھونے کا مشورہ دینا اور آپ کا قبول کرنا آپ کی جنگی مہارت اور دفاعی تدابیر کے خلاف ہے (ص ۳۸۳) وغیرہ، مگر تجب ہے کہ فاضل مصنف نے سوائے چند مقامات کے، کسی جگہ بھی حوالہ جات کی ضرورت نہیں سمجھی اور نہ آخر میں مصادر و مراجع کی فہرست وی ہے۔ اس لیے حوالوں اور دلیل و استدلال کے بغیر متذکرہ بالا آراء کی حیثیت قیاس آرائیوں سے زیادہ پکننیں۔

پوری کتاب میں کہیں آیات قرآنی کا عربی متن نہیں دیا، مخفی تراجم پر اکتفا کیا ہے۔

کتاب میں پروف کی بھی غاصی اغلاط طی ہیں۔ مصنف نے محبت اور لگاؤ کے ساتھ کتاب تصنیف کی ہے اور اس کی اشاعت کا اہتمام بھی ذاتی طور پر کیا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں وہ بعض ضروری نکات پر نظر ٹالنی کریں گے۔ (ڈاکٹر محمد عبداللہ)